۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ

23 مئی 2025ء

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات

(عشرۂ ذوالحجہ اور حجِ بیت اللہ کی مناسبت سے... "یومِ تکبیر" کے موقع پر)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان

Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان

Like our Page Jamia Nizamia Rizvia

Like our Page Jamia Nizamia Rizvia

Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ۔[بنی اسرائیل:111]

اللہ تعالیٰ کی ذات بھی عظیم ہے اور اُس کی صفات بھی جلیل ہیں۔ نہ تو اُس کی ذات کی عظمت و کبریائی کو کماحقُّہٗ جاننا مخلوق کے بس میں ہے، نہ ہی اُس کی صفات کی بزرگی و بڑائی کا صحیح اندازہ کسی کی طاقت میں ہے۔

نافرمان جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ کثرت سے اپنے ربِّ کریم کی بزرگی کا اظہار کریں، اِس پر بارگاہِ الٰہی سے بے حساب اجر واِنعام عطا کیا جاتا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کا نام نامی زبان پر لاتے ہیں تو اُس کے ساتھ تعظیم والا کوئی لفظ بولتے ہیں، جیسے تعالیٰ، عَزَّوَجَلَّ اور جَلَّ جَلالُہٗ۔ اِن الفاظ سے ربِّ کریم کی بڑائی بیان کرنا ہی مقصود ہوتا ہے۔

باری تعالیٰ کی شان و عظمت کو بیان کرنے کے لیے عربی میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں، سب سے زیادہ لفظِ اَللّٰہُ أَکۡبَر بولا جاتا ہے، جس کا آسان سا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے / سب سے زیادہ عظمت وشان والا ہے۔

اَللّٰہُ أَکۡبَر کہنے کو "تکبیر" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جائے: نماز کے شروع میں تکبیر (تحریمہ) کہنا ضروری ہے تو اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ نماز کا آغاز کرنے کے لیے لفظِ اَللّٰہُ أَکۡبَر کہنا ضروری ہے۔

تکبیر (اللہ تعالیٰ کی عظمت / بڑائی بیان کرنا) ایمان میں ترقّی کا ذریعہ ہے، مختلف عبادات کا حصہ ہے، دونوں جہان کی برکات حاصل کرنے کا وظیفہ ہے، طاقت کے وقت تکبّر سے بچنے کا وسیلہ ہے، خوشی کے اظہار کا طریقہ ہے اور مشکلات میں انسان کا سہارا ہے۔

آج ذوالقَعْدہ (1446ھ) کی 25 تاریخ ہے، جلد ہی ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے گا اور ذوالحجہ کے ابتدائی ایّام میں کثرت سے ذکرِ الٰہی، خصوصًا تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ حج کے دنوں میں حجاجِ کرام اپنی زبان اور اپنے افعال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم و بڑائی کا اظہار کرتے ہیں۔ یعنی آنے والے دن مذہبی نقطۂ نظر سے تکبیر کے خاص ایّام ہیں۔

اِس کے ساتھ ساتھ ہمارے ایک خوب صورت قومی دن کی آمد بھی قریب ہے جس کا نام "یومِ تکبیر" ہے، یعنی 28 مئی۔ تقریباً تین دہائیاں قبل 1998ء میں 28 مئی کو پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے پہلی "اسلامی ایٹمی قوّت" ہونے کا اعزاز حاصل کیا تھا اور یہ خوب صورت اقدام ہے کہ حکومتِ پاکستان نے اُس دن کا نام "یومِ تکبیر" رکھ کر اِس بات کا اعلان کیا ہے کہ یہ دن اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کا دن ہے؛ کہ اُس نے اِس دن میں ہمیں اسلامی ممالک میں جوہری قوّت ہونے کا منفرد اعزاز عطا فرمایا۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں تکبیر (ربّ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنے) سے متعلق ہی چند باتوں کا تذکرہ ہو گا۔

تکبیر کا حکم اور اُس کا مفہوم

خالقِ کریم جلّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۔ یعنی "اے حبیب! آپ فرمادیجیے: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے نہ اولاد اختیار کی... اور نہ ہی سلطنت / بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک ہے... اور نہ وہ کمزور ہے کہ اُسے کسی مددگار / حمایتی کی حاجت ہو... اور آپ اُس کی بڑائی بیان کرنے کے لیے تکبیر کہیے!" [بنی اسرائیل 17:111]

روایت میں ہے کہ سیدنا عبد المطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں جب کوئی بچہ بولنا شروع کرتا تو نبیِ کریم ﷺ اُسے سب سے پہلے یہی آیتِ کریمہ سکھاتے تھے۔[1]

اِس آیتِ مقدّسہ میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی / بڑائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا، جس میں کئی باتیں شامل ہیں:

1) اللہ تعالیٰ کی ذات کی بڑائی بیان کرنا۔ یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ ربِّ کریم واحد و تنہا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں... صرف اور صرف وہی واجب الوجود ہے، باقی سب اپنے وجود میں اُس کے محتاج ہیں... فقط وہی عبادت کے لائق ہے، کوئی دوسرا معبود نہیں... حقیقت میں فقط اُسی کی بادشاہی ہے... وہ سب سے بے نیاز ہے اور تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں۔

2) صفاتِ باری تعالیٰ کی کبریائی ظاہر کرنا۔ یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات عظیم الشان ہیں اور وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے... اُس کی صفات و قدرت کی کوئی حد نہیں... اُس کی تمام صفات قدیم ہیں اور تغیُّر و زوال سے پاک ہیں۔

3) ربِّ کریم کے افعال کی عظمت کا اظہار کرنا۔ یعنی یہ ایقان رکھنا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکم کے مطابق ہے... اُس کی مشیت و ارادے کے برعکس نہ کبھی کچھ ہوا، نہ ہی ہو سکتا ہے۔

4) اللہ تعالیٰ کے احکام کی بڑائی واضح کرنا۔ یعنی یہ یقین رکھنا کہ ربِّ کریم مالکِ مطلق ہے، وہ جو چاہے کرے، اُس کا ہر فیصلہ برحق ہے... وہ جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے... اُس کے فیصلوں پر کسی کو بھی اعتراض کا حق نہیں۔

5) اسمائے الٰہیّہ کی تعظیم کرنا اور اُس کے لیے فقط وہی نام ذکر کرنا جو اُس نے اپنے لیے پسند فرمائے ہیں یا اُس کے حبیب ﷺ نے اُس کے لیے ذکر فرمائے ہیں۔

6) اپنے کمزور و کوتاہ ہونے کا ادراک کرنا اور یہ سمجھنا کہ مَیں نہ تو کماحقّہٗ اللہ تعالیٰ کو پہچان سکا... نہ ہی ربِّ کریم کے شکر اور اُس کی عبادت کا حق ادا کرنا میرے بس میں ہے۔ (دیکھیے: مفاتیح الغیب للرازی [تفسیرِ کبیر] و تبیان القرآن للسعیدی، زیرِ آیت)

---

[1] عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ: كَانَ الْغُلَامُ إِذَا أَفْصَحَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ ﷺ هٰذِهِ الْآیَةَ سَبْعًا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 30279)

عشرۂ ذوالحجہ میں تکبیر

ذوالحجہ کا آغاز قریب ہے، بارگاہِ الٰہی میں اِس ماہِ مبارک کو بہت عظمت وفضیلت حاصل ہے، خصوصًا اِس کے پہلے دس دن اور راتیں ربّ العزّت جلّ مجدہٗ کو بہت محبوب ہیں۔

اِن مبارک دنوں اور راتوں میں زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر بجالانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، خاص طور پر ذکرِ الٰہی... کلمۂ طیبہ، حمد وثنا اور تکبیر کی کثرت کا حکم دیا گیا ہے۔

ذکرِ الٰہی کا حکم: خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے ارشاد فرمایا: وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ۔ "اور تاکہ وہ معلوم دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔" [الحج 22:28] "معلوم دنوں" سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

کثرتِ تکبیر کا حکم: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❖ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعَمَلُ فِيهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ۔ یعنی "ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں اعمالِ خیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عظیم اور سب سے بڑھ کر پسندیدہ ہیں۔"

❖ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ۔ "تو اِن دنوں میں کلمۂ طیبہ، "أَللّٰهُ أَكْبَر" اور "أَلْحَمْدُ لِلّٰه" کثرت سے پڑھو!" (مسند احمد، حدیث: 5446، 6154، حدیث صحیح)

صحابۂ کرام علیہم الرضوان ارشاداتِ نبویہ پر بہت اہتمام کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ ذوالحجہ کے ابتدائی ایّام میں تکبیر کہنے کے حوالے سے امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ، يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا۔ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار تشریف لاتے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے، لوگ بھی اُن کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہا کرتے۔ (صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق)

ذوالحجہ کے ابتدائی شب وروز کی محبوبیت وفضیلت کے پیشِ نظر اِن میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ چنانچہ:

1) فرائض کی سختی سے پابندی کرنی چاہیے؛ کیونکہ کوئی بھی جگہ ہو اور کوئی بھی وقت ہو، فرض سے زیادہ ضروری کچھ نہیں۔
2) گناہوں سے مکمل اجتناب کرتے ہوئے گزشتہ جرائم سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔
3) ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے دُعائیں کرنی چاہییں، بالخصوص یومِ عرفہ (9 ذوالحجہ) کی دُعا بہت مقبول ہے۔
4) اِن دنوں میں روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے، خصوصی طور پر غیر حاجی کے لیے یومِ عرفہ کا روزہ بہت برکتوں کا حامل ہے۔
5) زبان کو فضول باتوں سے بچاتے ہوئے ذکرِ الٰہی، خصوصًا تکبیر میں مشغول رکھنا چاہیے۔

حجِ بیت اللہ اور تکبیر

حجِ بیت اللہ وہ سعادت ہے جس کی آرزو ہر مسلمان کے دل میں مچلتی رہتی ہے، اِس وقت دُنیا بھر کے مختلف علاقوں سے مسلمان حرمِ اقدس میں جمع ہو کر حج کی تیاری کر رہے ہیں۔

اگر ہم غور کریں تو حج اوّل سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکبیر کا نام ہے۔ حاجی:

- اپنی زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہے۔
- مناسکِ حج کی ادائیگی کے ذریعے بھی ربِّ کریم کی کبریائی کا اِظہار کرتا ہے۔
- اور یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ ایّامِ حج میں قدرتی طور پر حاجی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی عظمت کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

تلبیہ میں تعظیمِ الٰہی: حاجی احرام باندھنے کے بعد سے 10 ذوالحجہ کو جمرات کی رمی کرنے تک تسلسل و کثرت کے ساتھ یہ کلمات پڑھتا ہے: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ مفہوم یہ کہ مَیں حاضر ہوں، اے اللہ! مَیں حاضر ہوں... مَیں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، مَیں حاضر ہوں... تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں، بادشاہی کا مالک تُو ہی ہے... تیرا کوئی شریک نہیں۔

تصوّر کیجیے کہ جب حاجی بارگاہِ الٰہی میں یہ التجا پیش کرتا ہے کہ "مَیں حاضر ہوں" تو اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم واِجلال کا کیا عالَم ہوتا ہو گا! تکبیر کا اصل مقصود یہی ہے جسے ہر حاجی کو پورا کرنا چاہیے... اور جو اِس سال حج کی سعادت سے مشرّف نہیں ہو رہے اُنھیں اِس التجا و نیاز مندی کا لطف خاص طور پر نماز ادا کرتے ہوئے اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اکابر کا تلبیہ: بزرگانِ دین جب احرام باندھ کر تلبیہ کہتے تھے تو اُن کے دلوں میں بارگاہِ خداوندی کی تعظیم و تکبیر کا تصوّر کتنا پختہ ہوتا تھا، اِس کا اندازہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے عمل سے کیجیے! روایت میں ہے کہ ایک بار آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ احرام باندھا تو رنگ مبارک زرد ہو گیا اور جسم کانپنے لگا، حتّٰی کہ زبانِ پاک سے تلبیہ نہ کہہ سکے۔ عرض کی گئی: مَالَكَ لَا تُلَبِّيْ؟ کیا وجہ ہے کہ آپ لبیک نہیں پڑھ رہے؟ فرمایا: أَخْشٰى أَنْ أَقُوْلَ: لَبَّيْكَ، فَيَقُوْلُ لِيْ: لَا لَبَّيْكَ۔ مجھے ڈر ہے کہ مَیں کہوں: لَبَّيْكَ (یا اللہ! مَیں حاضر ہوں) تو وہ فرمائے: لَا لَبَّيْكَ (تیری حاضری قبول نہیں)۔ عرض کی گئی: تلبیہ تو بہر حال ضروری ہے (اِس کے بغیر احرام معتبر نہیں)۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ پاک سے لبیک نکلنا تھا کہ بے ہوش ہو کر سواری سے زمین پر تشریف لے آئے اور پھر حج کے اختتام تک کچھ اِسی طرح کی کیفیت رہی۔[1] (مختصر تاریخ دمشق، ج:17، ص:236، 237، دار الفکر۔ سیر أعلام النبلاء، ج:4، ص:392)

---

[1] فَلَمَّا لَبّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ، وَسَقَطَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَزَلْ بَعْضُ ذٰلِكَ بِهٖ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهٗ۔ (سیر أعلام النبلاء)

تلبیہ کی عظمت: جب حاجی تلبیہ کے ذریعے اپنے ربِّ کریم کی بڑائی بیان کرتا ہے تو اُس کے منہ سے نکلے ہوئے یہ کلمات کس قدر مقبول ہوتے ہیں! اِس کا اندازہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیثِ مبارک سے لگائیے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّلَبِّيْ إِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ، حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا۔[1] یعنی جب مسلمان لبیک کہتا ہے تو اُس کے مشرق و مغرب میں زمین کے آخری کنارے تک جو بھی پتھر، درخت یا ڈھیلا ہے (روئے زمین کی ہر خشک و تَر چیز) سبھی لبیک کہتے ہیں۔ (جامع ترمذی، حدیث:828۔ سننِ ابنِ ماجہ، حدیث:2921، حدیث صحیح)

مناسکِ حج میں تعظیمِ الٰہی: فقط تلبیہ ہی نہیں، حج کے تمام مَناسک کے ذریعے باری تعالیٰ کی کبریائی کا اِظہار ہوتا ہے۔ کچھ افعالِ حج میں ربِّ کریم کا ذکر اور اُس کی بڑائی کا اِظہار واضح ہے، جب کہ بعض مناسک بظاہر فقط مشقّت ہی ہیں... اُن میں صرف چلنا پھرنا ہوتا ہے یا کنکر پھینکنے ہوتے ہیں، مگر اِن کا بھی اصل مقصود یادِ خداوندی اور دلوں میں تعظیمِ الٰہی کو بڑھانا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْكَعْبَةِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ، لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی "کعبۃ اللہ کا طواف، صفا مروہ کی سعی اور شیطانوں کو کنکر مارنا... یہ سب احکام ذکرِ الٰہی کو قائم کرنے کے لیے ہی دیے گئے ہیں۔" (مسند احمد، حدیث:24468، اِسنادہ حسن) یہ افعال ادا کرتے ہوئے دل کو یادِ الٰہی میں محو رکھنا اور زبان کو ذکرِ خدا سے تَر رکھنا ہی اِن مناسک کا مغز ہے۔[2]

حج کے دوران ربِّ کریم کی کبریائی، حرمِ اقدس کی تعظیم اور مقاماتِ حج کے احترام کو پیشِ نظر رکھنا اِس قدر ضروری ہے کہ بزرگانِ دین نے لکھا: كَمْ مِنْ رَجُلٍ بِأَرْضِ خُرَاسَانَ[3] أَقْرَبُ إِلٰى هٰذَا الْبَيْتِ مِمَّنْ يَطُوْفُ بِهٖ۔ یعنی دُنیا کے دُور دراز علاقوں میں رہنے والے کئی لوگ طواف کرنے والوں سے زیادہ بیت اللہ کے قریب ہوتے ہیں۔

(قوت القلوب للشیخ أبی طالب المکّی، ج:2، ص:203، دار الکتب العلمیۃ)

وجہ بالکل واضح ہے؛ کہ اگر ایک شخص حرمِ اقدس میں پہنچ کر ادب و مَحبّت کے تقاضے پورے نہ کرے تو اُسے کعبۂ مُشَرَّفہ کے انوار و تجلیات کہاں نصیب ہوں گے! جب کہ دوسرا آدمی پاکستان یا دُنیا میں کہیں بھی رہتے ہوئے مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منوّرہ کی یاد میں تڑپتا ہو اور اُس کا دل تعظیم سے لبریز ہو تو اُسے رحمتِ الٰہی سے حَرَمَین شَرِیفَین کی برکتیں وافر مقدار میں عطا ہوں گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

غرضیکہ حجِ بیت اللہ سے تکبیر کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور دلوں میں تعظیمِ الٰہی بڑھانے کا سبق ملتا ہے۔

---

[1] يَعْنِيْ يُوَافِقُهٗ فِي التَّلْبِيَةِ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ فِيْ جَمِيْعِ الْأَرْضِ۔ (المفاتیح فی شرح المصابیح للمظہری، ج:3، ص:271، دار النوادر)

[2] ماخوذ از مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث:2624

[3] "خراسان" ایران کا ایک صوبہ ہے، جس کا ذکر بطورِ مثال کیا گیا ہے۔

”یومِ تکبیر“ میں ربِّ ذوالجلال کی کبریائی کا اظہار

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی اور دشمنانِ اسلام کو مرعوب کرنے کے لیے طاقت تیار کریں۔ اِس میں وقت کی ضرورت کے مطابق ہر طرح کا اسلحہ اور جنگی آلات تیار کرنا شامل ہے۔

اسلام کے وقار اور مسلمانوں کے تحفّظ کی خاطر رِضائے الٰہی کے لیے کسی بھی طرح کا اسلحہ تیار کرنے پر بارگاہِ الٰہی سے بے پناہ انعام عطا ہوتا ہے۔ سیدنا عُقبہ بن عامر جُہَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَالْمُمِدَّ بِهِ۔ یعنی ”(اسلامی جہاد میں استعمال ہونے والے) ایک تیر (Arrow) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین افراد کو جنت عطا فرمائے گا: 1) جس نے بھلائی اور ثواب کی نیت سے اُسے بنایا۔ 2) جس نے رِضائے اِلٰہی کے لیے اُسے چلایا۔ 3) اور جس نے مالکِ کریم کی خوشنودی کے لیے اُسے چلانے میں تعاون کیا۔

(سننِ ابن ماجہ، حدیث: 2811۔ جامع ترمذی، حدیث: 1637)

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی مقصود ہو تو ایک تیر کی برکت سے مالکِ کریم اِس قدر مہربانی فرماتا ہے، چنانچہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایٹمی قوّت بنانے میں جن جن حضرات کا مقصود اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا تھا یقیناً وہ نہایت خوش نصیب ہیں۔

دشمنانِ اسلام کے خلاف طاقت کا مظاہرہ کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنا اور اَللّٰہُ أَکْبَر کہنا سرکارِ دوعالَم ﷺ کی سنّت بھی ہے اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا شِعار بھی رہا ہے۔ مثلاً:

- غزوۂ اُحُد کے موقع پر جانِ عالَم ﷺ نے یہ نعرہ لگانے کا حکم دیا: اَللّٰہُ أَعْلٰی وَأَجَلُّ۔ [1]
- اور یہودیوں کے خلاف جہاد کے لیے جب جانِ عالَم ﷺ خیبر میں داخل ہوئے تو فرمایا: اَللّٰہُ أَکْبَرُ! خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔ [2]

28 مئی: ”یومِ تکبیر“ پاکستان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ایک بہت بڑے احسان کی یادگار ہے۔ 1998ء میں اِسی تاریخ کو پاکستان نے طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کیے تو دشمنانِ اسلام ہکّے بکّے رہ گئے تھے اور دُنیا بھر کے مسلمانوں میں جشن کا سماں تھا۔

اِس دن کا نام اور اِس میں ہونے والا عظیم احسان ہمیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی ذہن نشین کرنے کا درس دیتا ہے۔ اِس موقع پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنے کا سب سے حسین انداز یہ ہوگا کہ پاکستان کے حکمران، عوام، افواج اور عدلیہ... سبھی اِس وطن میں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام نافذ کرنے اور اپنی طاقت کو اسلام کی سربلندی کی خاطر استعمال کرنے کے لیے مخلص ہو جائیں۔

---

[1] صحیح بخاری، حدیث: 4043

[2] صحیح بخاری، حدیث: 2991

ثمراتِ تکبیر

ہر مسلمان اَللّٰہُ أَکْبَر کہتا ہے اور ہم بھی ہر روز دسیوں مرتبہ یہ حسین لفظ اپنی زبان پر لاتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور اِس لفظ کا معنیٰ دل میں اُتر جائے تو زندگی میں ایک انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔

جس خوش نصیب کے دل میں یہ بات پختہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت سب سے زیادہ ہے، وہی سب سے بڑا ہے:

- ❖ اُسے خوفِ الٰہی نصیب ہوتا ہے، پھر وہ مخلوق سے نہیں ڈرتا، بلکہ اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے بڑے بڑوں سے ٹکرا جاتا ہے؛ اِس لیے کہ اُسے یقین ہوتا ہے کہ خالق کی مشیت کے بغیر مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی۔
- ❖ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے بھرپور کوشش کرتا ہے، حتّٰی کہ دین کی خاطر جان بھی دینی پڑے تو پرواہ نہیں کرتا؛ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ”سب سے بڑا“ راضی ہو گیا تو جان کی کیا حیثیت ہے!
- ❖ اُس کے دل میں اللہ کریم کی محبّت پیدا ہوتی ہے اور وہ بہترین طریقے سے اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہے۔
- ❖ وہ اپنے مالکِ کریم کی پناہ میں آ جاتا ہے اور شیطان ذلیل و رُسوا ہو کر اُس سے دُور ہو جاتا ہے۔
- ❖ اُس پر علم و حکمت اور دُنیا و آخرت کی بھلائیوں کے ایسے اَسرار کھلتے ہیں جن کا اُسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

شاعرِ مشرق اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ مسلمان کی تکبیر میں اتنی قوّت ہے کہ اُس کی تکبیر تمام جہان کو سرنگوں کر سکتی ہے اور جملہ مصائب و آلام کی آندھیوں کا رُخ موڑ سکتی ہے، مگر قرآن و سنّت سے دُور ہونے کی وجہ سے اِس دَور کا مسلمان تاریک رات میں ہے۔

بقولِ اقبال ابلیس اور اُس کے تمام کارندوں کو اِس بات کا ڈر ہے کہ اگر مسلمان نے قرآن و سنت کے ساتھ اپنا رشتہ پھر سے جوڑ لیا تو اُس کی تکبیر شش جہات کا طلسم توڑ دے گی۔ ”ابلیس کی مجلسِ شُوریٰ“ میں اُنھوں نے کہا:

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
ہو نہ رَوشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات[1]

ہر نفَس ڈرتا ہُوں اِس اُمّت کی بیداری سے مَیں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات[2]

---

[1] طِلِسم: جادو۔ شَشُ جہات: چھ جہتیں، یعنی تمام جہان۔ خُدا اَندیش: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا۔ یعنی ابلیس نے کہا: مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا مسلمان... جس کی تکبیروں میں تمام جہان کی طاقت کا توڑ ہے... کہیں اُس کی تاریک رات روشن نہ ہو جائے!

[2] یعنی مجھے ہر لمحہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں یہ سوئی ہوئی اُمّتِ مسلمہ بیدار نہ ہو جائے، یہی وہ اُمّت ہے جس کا دین تمام کائنات کی دیکھ بھال رکھتا ہے۔

حرفِ آخر: تکثیرِ تکبیر کی تاثیرِ دلگیر

خود اپنی بڑائی ظاہر کرنا یا دوسروں کی زبان سے اُس کے اِظہار کو پسند کرنا مخلوق کے حق میں نہایت ناپسندیدہ بات ہے اور اِس پر خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہٗ سخت ناراض ہوتا ہے؛ کیونکہ مخلوق کے پاس جو بھی خوبی ہے وہ ربِّ کریم نے ہی عطا فرمائی ہے... تو پھر بندے کی بڑائی کس بات کی! اِس کے برعکس خالقِ کریم خود بھی اپنی کبریائی ظاہر فرماتا ہے اور مخلوق سے اُس کے اِظہار کو بھی نہایت پسند فرماتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو! اُسے یہ بات زیب دیتی ہے؛ کیونکہ وہی سب خوبیوں کا مالک اور تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

باری تعالیٰ کی شان و عظمت کو بیان کرنے کے لیے سب سے زیادہ لفظِ اَللّٰہُ أَکْبَر بولا جاتا ہے، جس کا آسان سا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے / سب سے زیادہ عظمت و شان والا ہے۔ اَللّٰہُ أَکْبَر کہنے کو "تکبیر" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نافرمان جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اُس کے افعال و احکام اور اُس کے ناموں کی عظمت و شان کا اِظہار کریں۔ رِضائے اِلٰہی کے لیے تکبیر و تعظیم سے حقیقت میں انسان اپنے وقار و اِعزاز میں اِضافہ کرتا ہے اور دارَین کی سعادتیں پاتا ہے۔

ماہِ ذوالقعدہ کا اختتام قریب ہے اور آنے والے ایّام تکبیر کے خاص دن ہیں۔ اِسی مناسبت سے آج قرآن و سنّت کی روشنی میں تکبیر سے متعلق چند باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے:

- ذوالحجہ کے پہلے دس دن اور راتیں ربّ العزّت جلّ مجدہٗ کو بہت محبوب ہیں۔ اِن میں زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر بجالانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، خاص طور پر ذکرِ الٰہی... کلمۂ طیبہ، حمد و ثنا اور تکبیر کی کثرت کا حکم دیا گیا ہے۔
- اِس وقت دُنیا بھر سے مسلمان حجِ بیت اللہ کی سعادت پانے کے لیے جمع ہو رہے ہیں اور حج اوّل سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکبیر کا نام ہے۔ جن خوش نصیبوں کو اِس سال حج کا شرف مل رہا ہے اور جو ابھی اِس انتظار میں ہیں... سبھی کو چاہیے کہ دلوں میں ربِّ کریم کی تعظیم و کبریائی کو بڑھائیں، یہ ایمان کی ترقّی کا اہم ذریعہ ہے۔
- "یومِ تکبیر" کا حسین نام اور اِس دن میں ہونے والا عظیم احسان بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی ذہن نشین کرنے کا درس دیتا ہے۔ اِس موقع پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے پاکستان کے حکمران، عوام، افواج اور عدلیہ... سبھی کو چاہیے کہ اِس وطن میں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام نافذ کرنے اور اپنی طاقت کو اسلام کی سربلندی کی خاطر استعمال کرنے کے لیے مخلص ہو جائیں۔
- زبان سے اَللّٰہ أَکْبَر کہنا بھی باعثِ برکت و سعادت ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے کرم سے اِس کا معنیٰ دل میں اُتر جائے تو زندگی کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ عرب کے صحرا سے نکل کر ایران اور روم کی سلطنتیں اُلٹ دینے والے شیروں کے پاس اصل طاقت یہی تھی کہ اُن کے قلوب و اذہان میں اَللّٰہُ أَکْبَر کا معنیٰ راسخ تھا۔ یہ سعادت ہمیں بھی مل جائے تو ضرور عروجِ رفتہ بحال ہو سکتا ہے۔

اگر اَللّٰہُ أَکْبَر کا معنیٰ دلوں کی گہرائی میں اُترا ہوتا تو پوری اُمّت غزّہ میں ہونے والی نسل کُشی پر یوں خاموش تماشائی نہ بنتی، بلکہ "سب سے بڑے" کی عدالت میں پیشی کا خوف کچھ کرنے پر مجبور کر دیتا۔

تاریخِ اسلام میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ دشمنوں نے کسی ایک مسلمان مَرد یا عورت کی بے توقیری کی تو اُمّت کی غیرت جاگ اُٹھی، مگر آج پچاس ہزار سے زیادہ شہادتوں کے بعد بھی ضمیر بیدار ہونے کا نام نہیں لیتا!

نکاح سے متعلق بِل: رواں ہفتے ایوانِ بالا / سینٹ آف پاکستان نے کم عمری میں شادی کی ممانعت کا بل پاس کیا ہے۔ چونکہ پاکستانی قانون کے مطابق بلوغت کی عمر 18 سال ہے، اِس سے کم عمر کو نابالغ تصوّر کیا جاتا ہے؛ چنانچہ 18 سال سے کم عمر میں شادی پر مختلف سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

یہ بل دینی و شرعی تقاضوں کے بھی خلاف ہے، معاشرے کے مزاج سے بھی ہم آہنگ نہیں ہے اور دُنیا بھر میں رائج قوانین سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ شرعی طور پر علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال کی عمر میں لڑکا اور لڑکی بالغ قرار پاتے ہیں۔ نیز دینِ متین نکاح کی حوصلہ افزائی فرماتا ہے اور نکاح کے برعکس مغربی طرز کے تعلقات سے سختی کے ساتھ منع فرماتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ یہ بل فوری طور پر واپس لے اور مذہبی معاملات میں مداخلت کر کے عوام میں اشتعال انگیزی سے گریز کرے۔

شرعی مسئلہ: ذوالحجہ کے آغاز سے قربانی تک حجامت بنانے اور ناخن تراشنے سے اجتناب کرنا مستحب ہے، حتّٰی کہ جس نے قُربانی نہیں کرنی اُس کے لیے بھی حجامت نہ کروانا باعثِ اجر و ثواب ہے؛ لہٰذا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے حجامت وغیرہ سے فراغت حاصل کر لینی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سرورِ کونین ﷺ کے صدقے میں ہمارے دلوں کو اپنی معرفت و تعظیم سے معمور فرمائے! ہماری زبانوں پر اپنے ذکر و تکبیر کے کلمات جاری فرمائے اور ہمارے دلوں کو تکبیر کی تاثیر سے پختہ فرمائے!

خالقِ کائنات غزّہ کے مظلوموں کی مدد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عملی طور پر فلسطینی مسلمانوں کا دست و بازو بننے کی توفیق سے نوازے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی کا مکمل خاتمہ فرمائے اور دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملائے! مالکِ قدّوس ظلم کا نشانہ بن کر شہادت پانے والے شہریوں اور سیکیورٹی اہلکاروں کے درجات بلند فرمائے اور زخمیوں کو جلد شفائے کامل سے نوازے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ